سیر و سوانح

تحریر: عبدالرشید عراقی

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

تاریخ وفات: ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۳ دسمبر ۲۰۰۸ء

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم ۔۔۔ تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ مولانا جانباز ہمہ وقت مفسر بھی تھے اور محدث بھی، مؤرخ بھی تھے اور محقق بھی، مصنف بھی تھے، اور صحافی بھی، ادیب بھی تھے اور نقاد بھی، معلم بھی تھے اور متکلم بھی، دانشور بھی تھے اور مبصر بھی، مفتی بھی تھے اور جید عالم دین بھی۔ آپ کا شمار پاکستان کے متبحر علمائے کرام میں ہوتا تھا۔ مولانا جانباز جیسی عظیم شخصیت، سراپا اخلاص و شفقت بزرگ، ملک و ملت کے دردمند، دینی و ملی و مذہبی رہنما کی وفات ایسا المناک حادثہ ہے۔ جس پر ہر دردمند دل افسردہ و مغموم ہے۔ ان کے انتقال سے جماعت اہل حدیث پاکستان ایک عظیم دینی و علمی شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ کی ذات گرامی قدیم روایات صالحہ کی قیمتی یادگار تھی۔ ان کی شخصیت اس قدر ہمہ گیر اور ہمہ صفت تھی جس کی مثال شاید اس زمانے میں ناپید ہے۔ ان کی ذات خود ایک انجمن تھی اور ایسی عظیم المرتبت شخصیتوں کے بارے میں شاعرِ مشرق نے فرمایا تھا:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا جانباز علوم اسلامیہ کا بحرِ زخار تھے تمام علوم پر ان کو مہارت تامہ حاصل تھی حدیث، اُسماء الرجال اور تاریخ پر ان کو عبور کامل تھا۔ فقہ المذاہب الاربعہ پر بھی ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ فتاویٰ نویسی میں بھی ان کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ ان کے فتاویٰ خالص کتاب و سنت کی روشنی میں ہوتے تھے۔

اخلاق و عادات سے مولانا جانبازؒ اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے۔ بہت زیادہ متواضع، شریف الطبع، ملنسار اور محبت رکھنے والے انسان تھے۔ دوستوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے، اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرتے تھے۔ اس کے ساتھ بہت زیادہ خوددار بھی تھے۔ عفاف و استغناء کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ جاہ و ریاست کے طالب نہ تھے، اور اپنی قسمت پہچانتے تھے۔

میرا ان سے ۱۹۸۰ء سے تعلق تھا۔ ہر ماہ دو ماہ بعد ان سے ملاقات ہوتی تھی۔ بڑی محبت اور شفقت سے ملتے اور مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ اس میں مبالغہ آرائی نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے کہ ''میں نے علماء میں

ایسا شریف، ایسا نیک باطن، ایسا دور اندیش، ایسا فیاض، ایسا سادہ مزاج، ایسا مستقل مزاج، خوش اخلاق، شیریں گفتار، باغ و بہار، ایسا خشک اور ایسا تر آدمی نہیں دیکھا۔ ایسا متقی و پرہیز گار اور ایسا وسیع المشرب اور وسیع الاخلاق وہ مذہبی تھے اور سخت مذہبی۔

مولانا جانبازؒ اس دور قحط الرجال میں گوہر شب چراغ تھے۔ ان کی رحلت سے پاکستان کی جماعت اہل حدیث کو جو عظیم نقصان ہوا ہے۔ اس کی تلافی ناممکن ہے۔

؎ اب نہ آئے گا نظر ایسا کمالِ علم و فن گو بہت آئیں گے دنیا میں رجال علم و فن

مولانا جانبازؒ کی دینی و تعلیمی اور علمی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ ان کا عظیم علمی کارنامہ سنن ابن ماجہ کی شرح انجاز الحاجہ (عربی) جو (۱۲) جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ لائق ستائش ہے۔ پھر بقول پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب، مولانا جانبازؒ نے یہ شرح لکھ کر اپنے آپ کو محدثین کی جماعت میں شامل کر لیا ہے۔ ان کا یہ کارنامہ قیامت تک ان کیلئے خیر و برکت کا باعث ہوگا۔ اور ان شاء اللہ العزیز ذریعہ نجات ہوگا۔

؎ مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

حالات زندگی: مولانا جانبازؒ بن حاجی نظام الدینؒ ۱۹۳۴ء میں مشرقی پنجاب کے ضلع فیروز پور کے قصبہ چک بدھو میں پیدا ہوئے۔ تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے کیا، اور قرآن مجید آپ نے اپنے قصبہ کے مولانا محمد رحمانی سے پڑھا۔ جو دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے۔ اس کے بعد آپ نے دینی تعلیم جن دینی مدارس سے حاصل کی۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ دارالحدیث راجووال
۲۔ مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ
۳۔ دارالحدیث منانیہ وزیر آباد
۴۔ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ
۵۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اساتذہ کرام: مولانا جانبازؒ نے جن اساتذہ سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ مولانا محمد رحمانیؒ
۲۔ مولانا پیر محمد یعقوب قریشیؒ
۳۔ مولانا محمد صادق خلیلؒ
۴۔ مولانا محمد عبداللہ مظفر گڑھیؒ
۵۔ مولانا ابوالبرکات احمد مدراسیؒ
۶۔ مولانا پروفیسر غلام احمد حریریؒ
۷۔ مولانا شریف اللہ خاں سواتی
۸۔ حضرت العلام شیخ العرب والعجم حافظ محمد محدث گوندلویؒ

فراغت تعلیم: ۱۹۵۷ء میں جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ سے فارغ ہوئے، اور ۱۹۵۸ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد

سے سند فراغت حاصل کی۔

تدریسی خدمات: ۱۹۵۹ء میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسمعیل سلفی ؒ کی سفارش پر جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تدریس پر مامور ہوئے اور اس کے ساتھ جامعہ سلفیہ کے کتب خانہ کی ترتیب اور اساتذہ کی تنخواہوں اور دوسرے جملہ انتظامی امور بھی آپ کے سپرد تھے۔ ۱۹۶۲ء تک آپ جامعہ سلفیہ سے منسلک رہے۔

سیالکوٹ آمد: ۱۹۶۲ء میں مولانا حافظ محمد شریف کی درخواست پر سیالکوٹ تشریف لائے اور جامع مسجد اہل حدیث ڈپٹی باغ میں خطابت کے علاوہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۶۴ء میں جامعہ ابراہیمیہ (اب جامعہ رحمانیہ) میں تدریس پر مامور ہوئے اور تادم وفات آپ اس مدرسہ میں تدریس فرماتے رہے۔ اس مدرسہ میں آپ کے معاون مولانا عطاء الرحمان اشرف حفظہ اللہ تھے۔

تصانیف: مولانا جانباز ایک کامیاب مصنف بھی تھے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر چھوٹی بڑی (۳۰) کتابیں لکھی ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ (عربی/۱۲ جلد) (۲) اہمیت نماز (۳) صلوٰۃ مصطفیٰ (۴) معراج مصطفیٰ (۵) آل مصطفیٰ (۶) احکام سفر (۷) حرمت متعہ (۸) عورت کا سیاست میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت (۹) احکام دعا اور توسل (۱۰) نفحات العطر فی تحقیق مسائل عید الفطر (۱۱) ارکانِ اسلام (۱۲) توہین رسالت کی شرعی سزا (۱۳) تحفۃ الوریٰ فی مسائل عید الاضحیٰ (۱۴) دوران خطبہ دو رکعت پڑھنے کا حکم (۱۵) صفات المؤمنین (۱۶) احکام نکاح (۱۷) احکام طلاق (۱۸) حرمت متعہ بجواب حلت متعہ (۱۹) اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت (۲۰) احکام عدت (۲۱) احکام وقف وہبہ (۲۲) احکام قسم ونذر (۲۳) رزق حلال اور رشوت (۲۴) تحریک پاکستان اور موجودہ حکمران (۲۵) ووٹ کی شرعی حیثیت (۲۶) مشورہ اور استخارہ کی شرعی حیثیت (۲۷) رمضان کیسے گزاریں (۲۸) شرح اربعین ابراہیمی (۲۹) شرح اربعین ثنائیہ (۳۰) شرح نخبۃ الاحادیث مولانا سید محمد داؤد غزنوی۔

وفات: مولانا جانباز تقریباً ۴ ماہ علیل رہے۔ آخر آپ نے ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۳ دسمبر ۲۰۰۸ء کو ۷۴ برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان حسین شاہ میں دفن ہوئے۔

اللھم اغفرہ وارحمہ